

مولانا ابوالکلام آزاد

مصالحات

بقائے حق کیساتھ ہوتی ہے نہ کہ فنائے حق کے بعد

میں قرآن حکیم کی بعض آیات اور آغاز اسلام کے ایک واقعہ کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

پہلا موقع تو عام طور پر حسن خلق، کشادہ روئی صبر و تحمل، نرمی طبیعت، تہذیب لسان و لہجہ سخن کا تھا۔ اس لئے داعی اسلام کے ان اوصاف کو رحمت الہی قرار دیا۔ لیکن دوسرا موقع حق و باطل، صدق و کذب اور ایمان و کفر کے تعلیم دینا چاہتے ہیں نتیجے لیکن صرف اتنا کیجئے کہ ہمارے بتوں کو اور ہماری مت پر سی ویرانہ کئے۔ اس کے بدلے میں ہم آپ کو مال و دولت سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ بلکہ حجاز کا بادشاہ تسلیم کر لینے کے لئے بھی تیار ہیں۔

اسلام نے حق پرستی کی جو تعلیم دی ہے، وہ دنیا کے موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ قرآن حکیم اور اسوہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمیں حق کا اصول بتا دیا ہے ایک طرف تو یہ تعلیم دی:

نفس خادے ہمیشہ ایسی قوموں کی تاک میں رہتا ہے جن کے قدموں کو مصلحت کی خواہش ڈگر گادے یا وہ کفر کی دلفریبی سے مرعوب ہو جائیں۔

لیکن اس نے جو نہ صرف ریگستان عرب کا بلکہ تمام مدو بحر عالم کی ہدایت کا شہنشاہ ہونے والا تھا۔ بے ساختہ جواب دیا۔

لوجئتھمونی بالشمس

حتیٰ تضعوا فی یدی ماسالتکم
غیرھا۔ (بخاری)

ترجمہ :- عرب کی بادشاہت تو کیا شے ہے؟ اگر

کے مقابلہ کا تھا۔ فرمایا کہ جس قدر سختی کر سکتے ہو کرو کہ عین عدل و اخلاق ہے۔

چنانچہ سورہ قلم میں ایسی نرمی کو جو

حق و صداقت کے خلاف ہو اور راہ عدالت سے

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا
نفضوا من ذلك۔

ترجمہ :- یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے تمہیں مخالفوں کے ساتھ نرم دل بنا دیا ہے کہ باوجود اس کی سختی و قسادت کے تم حسن اخلاق و صبر و تحمل سے پیش آتے ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی تمہارے پاس نہ آتا۔

دوسری جگہ حکم دیا:

واغلظ علیہم!

ترجمہ :- باطل پرستوں کے ساتھ نہایت سختی کرو کہ وہ نرمی کے مستحق نہیں!

منحرف کر دے۔ ”مداہنت“ کے لفظ سے تعبیر فرمایا:

بعض کفار آنحضرت ﷺ کے پاس

جمع ہو کر آئے اور کہا کہ بہتر ہے کہ ہم میں اور

آپ میں ایک راضی نامہ ہو جائے۔ آپ جو کچھ

تم سورج کو بھی آسمان سے اتار کر میری مٹھی میں رکھ دو جب بھی میں سوائے کلمہ حق کے

دوسری بات منظور نہ کروں گا۔

خدا تعالیٰ نے اسی مصلحت اور نرمی

کی خواہش کی نسبت فرمایا:

ودوا لوتدھن فیدھنوں۔
یہ باطل پرست کہتے ہیں کہ ان کے
ساتھ اعلان حق میں نرمی کرو تو وہ بھی تیرے
ساتھ نرمی کریں گے، حالانکہ کفر کو راضی رکھ
کے ایمان کی دعوت کبھی نہیں دی جاسکتی۔

فلا تطع المکذبین۔
پس ان لوگوں کی خواہشوں کی
اطاعت نہ کرو جو حق و عدالت کو جھٹلانے والے
ہیں۔

روسائے قریش مکہ کی طرح آج
ہمارے سامنے بھی ایک قومی و طاقتور گروہ موجود

جب وہ دے دیا گیا تو اس کے بعد باطل و کفر کے
سوا اور کچھ نہیں ہے۔

فماذا بعد الحق الا
الضلال۔

ابو طالب کے دل میں آنحضرت
ﷺ کی محبت تھی مگر قوت ایمانی نہ تھی، صحیح
خاری کی اسی حدیث میں ہے کہ بول اٹھے:

”اس میں کیا حرج ہے اگر آپ ان
کے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں؟“

آج کل بھی میں دیکھتا ہوں کہ
میرے بعض احباب ہیں جن کے دل میں سچائی کا

اسلام نے جو حق پرستی کی تعلیم دی ہے وہ دنیا کے

موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع

و اعلیٰ ہے۔

ہے جو چاہتا ہے کہ حق کے اعلان، خبر کی فریاد
اور عدل کی طلب میں ہم نرمی کریں، اور پھر
وعدہ کرتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو وہ بھی ہمارے
ساتھ نرمی کرے گا۔

ابو طالب کے مکان پر رساء قریش
نے داعی اسلام سے کہا تھا کہ وہ سب کچھ کہیں
مگر ان کے بتوں کو برا نہ کہیں۔ یہی شرط
مصالحت ہے ٹھیک اسی طرح ہم سے بھی کہا جاتا
ہے کہ تم سب کچھ کہو مگر ان بتوں کو برا نہ کہو
جو خدا پرستوں کو اپنا غلام بنا رہے ہیں۔ یہی صلح کا
طریقہ ہے۔ لیکن اگر یہی طریقہ ہے تو سوال یہ
ہے کہ اس کے چھوڑ دینے کے بعد ہمارے پاس
اور کیا باقی رہ جاتا ہے جو کہیں گے؟ حق تو وہی تھا
جو تم چاہتے ہو کہ تم سے صلح کر کے دے دیں۔

ایک دلولہ تو ضرور ہے لیکن ایمان کی وہ قوت
نہیں ہے جو سچائی کی راہ میں دکھ اٹھانے کی ہمت
خش سکے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر
آزادی کا دلولہ خدا پرستی اور تعلیم اسلامی کی راہ
سے نہیں آیا ہے۔ بلکہ محض دوسروں کی دیکھا
دیکھی اور حریت خواہ قدموں کے تقلیدی جذبہ
کی بناء پر۔

بہر حال اس مصلحت کی خواہش نے
انہیں ڈگمگا دیا وہ یا تو کفر کی دلفریبی سے مرعوب
ہو گئے یا مصیبتوں اور آزمائشوں کے تصور سے
ڈرا دیے گئے۔ نفس خادع جو ہمیشہ ایسی قوموں
کی تاک میں رہتا ہے۔ اب بولنے لگا ہے اور
ضعف ایمانی دھوکہ دیتا ہے کہ اس میں ہرج کیا
ہے؟ آخر وقت و مصلحت بھی تو کوئی چیز ہے؟

پولیشیل کاموں میں نرمی و گرمی دونوں ہوتی
ہیں۔ کام کے لئے پہلی شے فرصت ہے اگر ہم نہ
رہے تو ہماری تمام باتیں بھی نہ رہیں گی۔ بہتر
ہے کہ سردست اس ”مصالحت“ کو مان لیں اور
نرمی کریں تاکہ ہمارے ساتھ بھی نرمی کی
جائے۔

ودوا لوتدھن فیدھنوں۔
لیکن افسوس کہ میرے نادان
دوست نہیں سمجھتے کہ ”مصالحت“ بقائے حق
کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ فنائے حق کے بعد،
نرمی کے یہ معنی ہیں کہ کسی کام کو سختی سے نہ
کیجئے، نہ یہ کہ سرے سے کیجئے ہی نہیں؟ سچائی
کے ساتھ اگر کچھ ہے تو دیدیتجئے پر سچائی کے
اندر جو کچھ ہے وہ کیونکر دیا جاسکتا ہے؟ کسی شے
کا غلاف آپ بدل سکتے ہیں لیکن جب تک اس کی
محبت آپ کے اندر ہے خود اسے دوسری شے
سے نہیں بدل سکتے پھر حق کی راہ میں
مرعوبیت اور خوف ایسا ہی ہے جیسے دریا
میں کپڑوں کے بھیجنے سے گریز۔ آپ سے کس
نے منت کی تھی کہ آگ سے کھیلے؟ انگاروں کو
مٹھی میں لینے کا دعویٰ ہے تو آبلہ پڑنے کی
شکایت کیوں کی جاتی ہے؟ راحت پرستوں کو
چاہئے کہ کانٹوں پر چل کر پاؤں چھلنے کی شکایت
نہ کریں۔ بلکہ اس خارزار میں سرے سے قدم نہ
رکھیں۔

غافل مروکہ تاد ربیت الحرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت ست
یہ سمجھنا کہ کام کے لئے عافیت و
فرصت ضروری ہے سچ ہے مگر اس آلد راحت
پرستی کے استعمال کا یہ موقع نہیں۔ اگر آپ حق
اور عدالت کا کام کر رہے ہیں تو صرف کام

آسمان کے فرشتے دونوں اس کے منتظر ہیں۔
خیر و در کاسہ زر آب طرب ناک انداز
پیش ازانے کہ شود کاسہ سر خاک انداز
عاقبت منزل مادوی خاموشاں ست
حالا غلغلہ در گنبد افلاک انداز

بقیہ درس قرآن

وضاحت کر رہے ہیں نواب صدیق حسن خان
نے فی سبیل اللہ کے مفہوم میں علمائے دین کو بھی
شامل کیا ہے چاہے وہ مال دار ہی ہوں اور کہا ہے
کہ ان پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا نہ صرف جائز ہے
بلکہ اہم تر ہے کیونکہ ان کے ذریعے سے ہی دین
اسلام کا تحفظ اور شریعت کی بقا ممکن ہے۔

بقیہ تبصرہ کتب

سارے ”اجار و رہبہاء“ رات دن مشغولیت
سے پہلے ہی کر رہے ہیں۔
اگر ایک رسالہ جس کی پیشانی کا جو مر
احل تحقیق کی منتخب جماعت ہے نہ بھی کرے تو
کمی نہ آئے گی۔ ”اخوت“ کا تقاضا ہے کہ اس
رسالہ کو ”جل امہ“ تھانے میں حائل کسی بھی
عبارت و مفہوم سے پاک رکھا جائے اور پھر اس
کی اشاعت کھلے دل سے ہو۔
ایمان نہ ہو کہ یہ بھی خود ساختہ پرانے
چراغوں کی طویل لائن میں رکھ دیا جائے۔
اللہ تعالیٰ اسی عظیم کتاب کی
خدمت کے لئے اپنے مخلص بندوں کی تائید
فرمائے آمین

سے انحراف کی دعوت ہے۔
فنعود باللہ من شرھا و
شراعداء الحق وائمة الکفر۔
اب سے تیرہ سو بتیس برس پہلے
جب اس ”مصالحت“ کو آئمہ کفر و نابین
شیاطین نے پیش کیا تھا تو اسلام کے داعی اول
نے حق اور صداقت پرستی کے ایک شہنشاہانہ
استغنا کے ساتھ یہ کہہ کر بے باکانہ رد کر دیا تھا۔
لو جئتسونی بالشمس
حتى تضع فی یدی ماسا التکم
غیرھا۔

اگر تم میں ایسی قدرت و طاقت پیدا
ہو جائے کہ تم آسمان سے سورج اتار کر میری
ہتھیلی پر رکھ دو جب بھی طلب حق کے سوا تم سے

کچھ۔ اس کی فکر نہ کیجئے کہ ہمارے بعد کیا ہو گا؟
سچائی اور راست بائی کل کی فکر سے بے پرواہ
ہے۔ اس کا کچھ کبھی بھی شرمندہ و ہتھال و کاشکار
نہیں ہوا۔ وہ خود ہی پھوٹتا ہے اور اپنی پرورش
کے لئے خود اپنے اندر آب حیات رکھتا ہے
بالفرض اگر اسے اپنی نشوونما کے لئے پاسبانوں
کی ضرورت ہے تو آپ اس کی فکر کو اپنی راحت
جوئیوں کے لئے حیلہ نہ بنائیں۔ اگر آپ نہ ہوں
گے تو آپ کی جگہ خود خود ایسے لوگ اٹھ
کھڑے ہوں گے جو آپ سے کام میں بہتر اور
تعداد میں زیادہ ہوں گے۔

گماں ہر کہ توچوں بجدری جہاں بجدشت
ہزار شمع بجشتہ و انجمن باقی ست
اور غور کیجئے تو جس چیز کو آپ سچائی

جس چیز کو آپ سچائی کی موت سمجھتے ہیں وہی اس کے زندگی کا

آب حیات ہے۔

اور کچھ نہ چاہوں گا اور وہی کہوں گا جو کہہ رہا
ہوں۔
بھر آج بھی اس مقدس داعی حق کا
کوئی سچا فرزند ہے جس کو حق کا پاک اور مبارک
عشق اسلام کے در ثاء میں ملا ہو جو ویسے ہی کبر
صداقت ویسے ہی عظمت حقانی ویسے ہی شان
صدائی اور بالکل اسی طرح شہنشاہوں کے سے
استغناء اور تاجداروں کی سی ہیبت و جبروت کے
ساتھ بلا خوف و تزلزل اس مصالحت کفر خواہ
اور اس اتحاد باطل اندیش کو اعلانیہ ٹھکرادے
اور اپنی صولت الہی اور دبدبہ ملکوتی سے ارواح و
ملائکہ حقانیت اور ملاء علیین صداقت کو غلغلہ حمد
و ثناء سے جنبش میں لے آئے؟

زمین کے حق پرست انسان اور

کی موت سمجھتے ہیں وہی تو اس کے لئے زندگی کا
آب حیات ہے۔ اگر حق کا کچھ آپ کے دامن میں
ہے تو زمین کے سپرد کر دیجئے اور ہو سکے تو اپنے
خون کے دو چار قطرے بھی اس پر چھڑک دیجئے
کہ یہی اس کے لئے آب پاشی ہے اس کے بعد
آپ کا فرض ختم ہو گیا۔ اب وہ حق نواز اور
صداقت پرور اپنے کھیت کی خود مگرانی کرے گا
جو اب بھی ویسا ہی مگرانی کرنے والا ہے جیسا کہ
ہمیشہ رہا ہے۔

قل هو الرحمن آمناء به و
علیہ توکلنا فستعلمون من هو فی
ضلال مبین۔ (سورہ ملک ۲۹)

یہ ”مصالحت“ اور ”زری“ کی
خواہش نہیں ہے بلکہ ایمان سے اترتا اور حق

ملتِ سلامیہ کا ہیرو

اسامہ بن لادن کو گرفتار کر لی گئی نئی امریکی مہم

حافظ عسکریہ النور - پاکستان

اور مسلمانوں پر امن کے نام پر ظلم کرنے والے اقوام متحدہ کے فوجی دستوں کو موت کے گھاٹ اتارنے لگے۔ اس طرح وہ اسلامی ہیرو بننے چلے گئے اور جب امریکہ نے اپنی شاطرانہ چالوں سے خلیج کی جنگ شروع کروائی اور نتیجتاً سعودی عرب پر قابض ہو گیا اور مقامات مقدسہ کی حریت کو پامال کرنا شروع کر دیا چونکہ تمام مسلمانوں کے لئے ان مقامات کا تقدس یکساں ہے اور یہ مسلمانوں کے مذہب پر حملہ تھا اس لئے اسامہ نے امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ جس کے بعد پورے عالم کے تمام مسلمان اسے اپنا قوی ہیرو سمجھنے لگے۔

اسامہ امریکیوں کا نمبر ایک دشمن بن گیا اور امریکی اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرنے لگے اور اب یہ اعلان ان کے لئے ایک چیلنج بن چکا ہے ”جب تک عالم کفر اور خاص کر تمام مسلم ممالک اور طور پر مقامات مقدسہ سے نکل نہیں جاتے ان کے خلاف ہمارا جہاد جاری رہے گا“ اور اسامہ ان کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بن گیا جس کو امریکہ ہر حال میں ختم کرنا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے امریکہ متعدد بار کارروائیاں کر چکا ہے اور طرح طرح کی

ورلڈ آرڈر کا خواب دیکھنے والوں کے راستے میں ایک چٹان ثابت ہوا۔
۱۹۷۹ء جب روس نے افغانستان میں مداخلت کی تو اسامہ افغان بھائیوں کی مدد کیلئے افغانستان آگئے اور اپنا مال و جان اسلام کی خاطر پیش کر دیا۔ تربیتی مراکز قائم کئے جن میں ہزاروں عرب جوانوں نے جمادی

شاہ ایران بڑے رعب سے وزیروں اور مشیروں کو حکم نامے جاری کر رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھولا اور ایک شخص داخل ہوا تو بادشاہ نے کہا تاؤ مسلمانوں کے لشکر کی کیا خبر ہے تو اس نے کہا کہ خالد بن ولید ”ایک بڑی فوج لے کر ایرانی محاذ پر پہنچ رہے ہیں۔ بادشاہ کے قدموں سے زمین نکل گئی اور اس پر سکتہ طاری ہو گیا۔

جب تک عالم کفر اور خاص کر امریکہ تمام مسلم ممالک اور خاص طور پر مقامات مقدسہ سے نکل نہیں جاتے ان کے خلاف ہمارا جہاد جاری رہے گا۔

بعد میں جب سب دریافت کیا گیا تو کہا کہ خالد وہ شخص ہے جو کسی علاقے کو فتح کئے بغیر کبھی واپس نہیں پلٹا اس لئے اب خالد کو ایران فتح کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

تربیت حاصل کر کے روس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بندہ باندھ دیا اور جس محاذ کا رخ بھی کرتے روسی کو بھاگنے پر مجبور ہو جاتے اور جب مجاہدین کو راستہ ہموار نہ ہونے کی بناء پر مشکلات پیش آئیں تو اسامہ نے اپنی کمپنی کے کئی ایک بلڈوزر منگوائے اور مجاہدین کے لئے راستے بنادیئے اور جب ڈرائیور تھک جاتے تو اسامہ خود ڈرائیونگ شروع کر دیتے اور بارود کے شعلوں میں نڈر راستہ بناتے چلے جاتے دشمن نے اس قوت کو ہر طرح ختم کرنے کی کوشش کی لیکن خود پیوند زمین ہو گیا۔

اس کے بعد اسامہ سوڈان چلے گئے

انہی اوصاف کا حامل ایک چہ سعودی عرب (ریاض) میں ۱۹۵۷ء میں پیدا ہو۔ جدہ کے اسکولوں میں ابتدائی تعلیم حاصل کر کے ملک عبدالعزیز یونیورسٹی میں مینیجمنٹ اور اکائمنٹس پڑھی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ کا رخ کیا اور مشہور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ عام نوجوانوں کے برعکس اسے مغربی تہذیب اپنے رنگ میں نہ رنگ سکی۔ بعد میں یہ نوجوان اسامہ بن لادن کے نام سے اور مجاہدین کے قائد کے طور پر مشہور ہوا جس نے دنیا کی ایک سپر پاور کو پاؤں تلے روند ڈالا اور نئے

سازشیں کی گئی ہیں لیکن وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

96ء 97ء میں امریکی کمانڈوز اور امریکہ کی بین الاقوامی ایجنسی ایف۔ئی۔آئی کے ارکان کئی مرتبہ جنوبی افغانستان میں اترتے اور کارروائیاں کرتے رہے ہیں لیکن ہر مرتبہ مطلوبہ نتائج میں اس قدر ناکامی سے دوچار ہوئے کہ انہوں نے ایک بڑے کمانڈو آپریشن کا فیصلہ کر لیا جس میں 17 امریکی کمانڈوز نے حصہ لیا جن میں بارہ اسامہ بن لادن کے محافظین کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے اور باقی پانچ کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ بعد میں جنہیں ایک پڑوسی ملک کی مداخلت پر رہا کر دیا گیا۔ اس کی ناکامی کے بعد اسامہ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی جا رہی ہیں لیکن ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔

افسوس! عالم اسلام کا کوئی ملک بھی امریکی ناراضگی کے پیش نظر اس عظیم مجاہد کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں

اسامہ حترانیہ اور نیرو فی دھاکوں میں ملوث ہے (جو سی آئی اے نے ایک پلان کے تحت کیے تھے) لیکن اللہ کے فضل سے اسامہ کے ساتھیوں کو خراش تک نہ آئی۔ اس طرح یہ منصوبہ بھی مکمل طور پر نہ صرف ناکام ہو بلکہ پوری دنیا میں رسوا بھی ہوا اور امریکہ نے کہا کہ یہ کارروائی اپنے دفاع کے لئے کی ہے اور اس سے بڑھ کر امریکی وزیر دفاع نے یہ دھمکی بھی دی کہ اگر اور ضرورت پڑی تو مزید کارروائی بھی کی جائے گی۔

19 اگست کو جدید ترین کروڑ

میزائلوں سے کیا گیا حملہ تھا جس میں ایک

بعض حکومتی عہدیداران بھی اپنے روشن مستقبل کے لئے امریکہ کی انٹلی اسامہ پالیسیوں کی مکمل حمایت کر رہے ہیں۔

اپنے دام میں لانے کے لئے سرگرم ہو چکی ہے۔ انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق امریکی ایجنسی ایف۔ئی۔آئی (جسے بین الاقوامی سطح پر کارروائیاں کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے) ہر قیمت پر ایک مختصر عرصہ میں اسامہ کو گرفتار کرنا چاہتی ہے۔

طرف اسامہ کی دوا ساز ”الشفاء“ فیکٹری پر میزائل برسائے گئے اور دوسری طرف بحر عرب سے تقریباً ۸۰ میزائلوں سے اسامہ پر حملہ کیا گیا۔ ان میں سے متعدد میزائل پاکستان کی حدود میں گرے اور ان میں اکثر میزائل زمین پر گرنے کے باوجود نہ پھٹے۔ جس سے امریکہ کے اس دعوے کی قطعی کھل گئی کہ امریکی ٹیکنالوجی سب سے بہتر ہے اور دوسری طرف ان میزائلوں میں سے ڈیڑھ درجن سے زائد میزائل مختلف مقامات سے پاکستان کے ہاتھ لگ

معاہدہ واشنگٹن کے فوراً بعد امریکہ کے بحری بیڑا گواد اور ایف۔ئی۔آئی کے کمانڈوز اس لئے پشاور پہنچ گئے کہ معاہدہ واشنگٹن کے نام سے جو پاکستان پر احسان عظیم کیا گیا اس کے

پاکستانی خبر رساں ایجنسیوں اور 25 جولائی کے روزنامہ ”خبریں“ کے مطابق امریکی کمانڈوز کا ایک بہت بڑا دستہ پشاور اور کوئٹہ پہنچ چکا ہے اور مختلف اطراف سے افغانستان کی

بدلے میں اس سے یہ مفاد حاصل کیا جائے۔ اس امید پر یہ سب کچھ کیا گیا ہے کہ اس بحرانی صورت میں پاکستان پر دباؤ بڑھا کر اس کی معاونت سے ایک طرف وہ اپنے دیرینہ دشمن پر قابو پالے گا اور دوسری طرف وہ نہ صرف بھارت کو موجودہ بھاری جانی و مالی نقصان سے نجات دلانا چاہتا ہے۔ بلکہ افغانستان پر حملہ کر کے اور افواہیں پھیلا کر پاکستان کو اس کے دیرینہ دوستوں سے دور کر دینا چاہتا ہے اور پاک بھارت جنگ کی صورت میں پاکستان ان سے حمایت حاصل نہ کر سکے۔ اس لئے حکومت پاکستان کو اس پر گہری نظر رکھنی چاہئے۔ ان تمام عالمی سازشوں کو سمجھنا چاہئے اور ان کی روک تھام کیلئے مناسب منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا تو پاکستان اس میں بری الذمہ نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ اس کی زمین یا فضا کو استعمال میں لائے بغیر یہ ممکن نہیں۔ اس سے طالبان کو پاکستان سے شکوہ پیدا ہو گا۔ خاص طور پر اس صورت میں جب کہ طالبان نے نہ صرف امریکی دباؤ میں آنے سے انکار کر دیا ہے بلکہ حملہ کی صورت میں دنیا بھر میں امریکی تنصیبات کو نشانہ بنانے کی دھمکی بھی دی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ طالبان نہ صرف ہمارے اچھے ہمسائے اور وفادار دوست ہیں بلکہ وہ ہمارے دینی بھائی ہیں جو مشکل میں کبھی بے وفائی کرنے والے نہیں اور دوسرے ہمسائے چین و ایران پاکستان کے مفاد میں امریکہ سے زیادہ اہم ہیں۔ ایسی صورت میں ان کا بچو جانا لازمی امر ہے۔

اس معاملہ کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ

عرب حکومتوں کے ساتھ ساتھ پاکستانی حکومت کے بعض ارکان اپنے روشن مستقبل کے لئے امریکی پالیسی کی نہ صرف تعاون کر رہے ہیں بلکہ مکمل تعاون بھی اور اس سے بھی دکھ کی بات یہ ہے کہ عالم اسلام کا کوئی ملک بھی امریکی ناراضگی کی وجہ سے مسلمانوں اور اسلام کے ہیر و کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ جو مسلمان حکمرانوں میں قومی غیرت کے عدم وجود کی دلیل ہے۔

اس تناظر میں یہ سوال نہایت اہم ہے کہ امریکہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے

”دہشت گرد“ ایک مغربی اصطلاح ہے جسے وہ ہر اس شخص پر بولتے ہیں جو ان کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرے۔

لئے اتنا بے چین کیوں ہے؟ جبکہ عرب مجاہدین نے عملاً امریکہ کے ناپاک عزائم کے خلاف تاحال کوئی اقدام نہیں اٹھایا جسے امریکہ یا عرب حکومتیں ٹھوس جواز کے طور پر پیش کر سکیں۔

امریکی رپورٹوں کے مطابق عرب مجاہدین بالخصوص فلسطینی نژاد باشندے یورپ میں بڑی قوت کے طور پر منظم ہو رہے ہیں اور ان سب سے اسامہ کے رابطے ہیں۔ اسے اسامہ کا اعلان جہاد یاد ہے کہ ”جب تک عالم کفر اور خاص طور پر امریکہ تمام مسلم ممالک سے اور خاص کر مقامات مقدسہ سے نکل نہیں جاتا اس کے خلاف ہمارا جہاد جاری رہے گا“ اور امریکہ ابھی تک اس پیشکش کو بھی فراموش نہیں کر سکا جو اسامہ نے کویت پر عراقی حملوں کے بعد مشرق وسطیٰ کی ریاستوں کو دی تھی کہ ”وہ اجازت دیں تو عراقی فوج کو وہ اپنے مجاہدین کے ذریعے کویت سے بے دخل کر دیں گے۔“

ایک دوسرے کے قریب آگئے اور عرب حکومتوں نے اس کے متبادل پر غور شروع کر دیا تو امریکہ یہ اپنا جو کیسے اٹھائے گا جسے عرب ریاستوں نے اٹھا رکھا ہے۔ پس اس وجہ سے امریکی مفادات کی راہ میں رکاوٹ بننے والے اور اس کے ناپاک خونی عزائم کے خلاف اعلان جنگ کرنے والے مجاہدین کو اور بالخصوص ان کے سالار اعلیٰ اسامہ بن لادن کو کسی صورت چھوڑنے اور مزید مہلت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

تو کیا رعنائی ملت سے یہ پوچھنے کی میں جسارت کر سکتا ہوں کہ کیا اس کارروائی کو اسامہ کے ساتھ خاص کر کے نظر انداز کر دیا جائے گا۔ نہیں! ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کو عالم اسلام کے لئے خطرہ کی گھنٹی تصور کرنا چاہئے اور ابھی سے اس کے لئے مستقل پلاننگ کر لینی چاہئے کیونکہ آنے والے سیلاب کی راہ

میں مدد باندھا جاسکتا ہے لیکن آئے ہوئے ہے کہ اسامہ بن لادن واقعی کوئی دہشت گرد ہے اسٹیاب سے کواڑ بند کر کے گھر نہیں چلایا جاسکتا۔ جس کے خلاف امریکہ کو اتنے جتن کرنے پڑ رہے ہیں۔ مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا بازو امریکی دھماکے سے ہوا میں بکھر گئے تھے اور امریکہ احساسات انسانی سے عاری اور وحشی درندہ ہے جس نے بربریت کی تمام حدود پار کر لی ہیں اور سب سے بڑھ کر وہ سعودی عرب میں داخل ہو کر مقامات مقدسہ پر قبضہ کر چکا ہے۔ جن سے نکالنا ہر مسلمان کا فرض بن چکا ہے اور اسی لئے

آج ہمیں حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے کسی ایوٹی وغرنوی کا انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ خود ایوٹی وغرنوی بن کر عالم اسلام کی قیادت کرنی ہے ہزاروں سو منات آپ کے منتظر ہیں۔

ہم نے امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہیں جاتا ہمارا جہاد جاری رہے گا اور ایسے حالات میں ہمارا دین ہمیں یہ حکم دیتا ہے۔ بھول علامہ اقبال۔ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے نیل کے ساحل سے لے کر تاجک کا شجر اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسامہ امن دشمن نہیں بلکہ پوری دنیا کو گلزار امن دیکھنے کا خواہش مند ہے اور یہ صرف اسامہ کا نہیں پوری امت مسلمہ کا فرض ہے کہ جہاں بھی ظلم و ستم ہو تو وہ مظلوموں کی مدد کریں۔

آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے کروڑ پتی اسامہ کو عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر سنگلاخ پہاڑوں کا مکین بنادیا اور جہاں قدم قدم پر مصائب کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔ اور قرآن کا یہ اعلان ہے ”اے مسلمانوں تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم (ظالموں سے) لڑتے نہیں جبکہ بے کس و مجبور مرد و زن یہ التجا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال لے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے کوئی حمایتی اور مددگار مقرر کر دے۔“ (التساء ۷۵)

آج ہمیں بیدار ہونے کی ضرورت

بقیہ صفحہ نمبر 25 پر

بلکہ اسلام امن و سلامتی کا درس دیتا ہے اور دہشت گرد ایک مغربی اصطلاح ہے جو ہر اس شخص پر وہ بولتے ہیں جو ان کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرے اور اس کی آڑ میں وہ اپنی دہشت گردی چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاریخ جدید میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس میں کسی اسلامی ملک نے جارحیت ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود عالم کفر اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے۔ لیکن یہ بات حق جانب ہے کہ جس قوم کے لئے ترقی اور خود بخاری کی تمام راہیں مسدود کر دی جائیں تو دہشت گردی اس قوم کا حق ہوتا ہے۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جس شخص نے عالم کفر کی نیندیں حرام کر دی ہیں کیا وہ واقعی امن دشمن اور فساد کی انسان ہے؟ نہیں! بلکہ وہ کفار کی دہشت گردی کو ختم کر کے امن قائم کرنے کا خواہاں ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ امریکی حکومت ظالم اور مجرم ہے اس نے نہایت جانبدار اور گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا ہے فلسطین و عراق میں مسلمانوں کے قتل عام کا براہ راست ذمہ دار ہے کیونکہ وہ نہ صرف اسرائیلی عزائم کی تائید کرتا ہے بلکہ ہمت افزائی بھی کر رہا ہے۔ میرے ذہن میں لبنان کے ان معصوم بچوں کا خیال گھوم رہا ہے جن کے سر اور

شیرازہ منتشر ہو چکا ہے اور یہ ثابت کر دیں کہ ہم میں خالد و سعد کے روحانی فرزند ابھی موجود ہیں جنہوں نے ایران و روم کے تاج پاؤں تلے روند ڈالے تھے اور مسلمان اپنے درس ماضی کو بھولے نہیں ہیں بلکہ ابھی تک مسلمانوں کے گوشہ دل میں کہیں نہ کہیں جذبہ جہاد زندہ و پائندہ ہے۔ ان مصلحتوں کی راکھ میں دفی ہوئی یہ چنگاری شعلہ بن کر کفر کے خرمن کو جلا کر خاکستر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

وہ آتش آج بھی تیرا انشیم پھونک سکتی ہے آج ہمیں کسی صلاح الدین ایوٹی کے گھوڑوں کی ٹاپوں کا منتظر نہیں رہنا چاہئے بلکہ خود ایوٹی بننا ہو گا اور شہاب الدین غوری کا جذبہ جہاد دلوں میں موجزن کرنا ہو گا تو پھر دنیا کا کوئی ہلاک خواں تمہارے مقابلے کی جرات نہیں کر سکے گا اور تاریخ پھر اسی دور کو لوٹا دے گی کہ جب۔۔۔ تمہاری عزتیں تمہیں اوج تھارتہ تھاشائیں تھی تمہاری بات تھی احکام تھے کہنا تھا آئیں تمہیں تمہارے ذکر میں سرگرم دنیا کی زبانیں تمہیں تم تھے زمانے میں تمہاری داستانیں تمہیں غرور و ناز کم کرنا پڑا تھا ایک عالم کو سر تسلیم خم کرنا پڑا تھا ایک عالم کو یہ سوال آج ہر ذہن میں جنم لے رہا